"خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں"

مسلمانوں کے موجودہ ماحول میں جو لوگ شعور و ادراک کی حدوں کو چھونے لگتے ہیں انہیں دین و شریعت کی قائم کی گئی حدیں ناگوار محسوس ہوتی ہیں اور شرعی پابندیاں بوجھل لگتی ہیں پھر وہ کسمساتے ہیں کہ کسی طرح ان کی رسائی خواص تک ہو جائے جہاں پہنچ کے وہ من بھاتی اور سہل پسند "شرعی تاویلوں" کو عام کر سکیں اور کہہ سکیں کہ بنو عباس اور بنو امیہ کے دور کی فقہ کے مسائل، تصورات اور ضرورتیں بدلتے ہوئے معاشرے کا ساتھ نہیں دے سکتیں"۔ تب موشگافیاں ہونے لگتی ہیں اور عقل حیوانی کو عقل شرعی کا درجہ دے دیا جاتا ہے اور پھر "مستند ہے اپنا فرمایا ہوا" کا ناقوس بجا دیا جاتا ہے مثلاً یہ کہ فلاں صاحب بہت بڑے محقق ہیں انکی گفتگو سے خوشبوئیں پھیلتی ہیں اور بدلتے ہوئے حالات کا ساتھ دینے کی جھلک پائی جاتی ہے۔ ایسے فسق ماب مجتہدین کو یہ سوچنے کی توفیق نہیں ہوتی (۱) حالات کیوں بدلتے ہیں (۲) معاشرہ کیوں بدلتا ہے (۳) اقدار کیوں بدلتی ہیں

حالات معاملات، اقدار اور دیگر معاشرتی رویوں میں تبدیلیاں تبھی وجود میں آتی ہیں جب شرعی پابندیاں توڑی جاتی ہیں مثلاً

۱) عورت کے حقوق جو شریعت نے متعین کئے، لوگ وہ حقوق ادا نہیں کرتے جس کے نتیجہ میں عورت کی حیوانیت بھڑک اٹھتی ہے وہ ظالم مرد کے خلاف بغاوت کر دیتی ہے اور باغیانہ سرگرمیاں اسے قلو پطرہ بنا دیتی ہیں۔

۲) مہر کی بجائے جہیز دینے کا ہندوانہ رویہ معاشرے پر غالب آ جاتا ہے اور متوسط گھرانوں کی عورتیں ذاتی جدوجہد سے جہیز اکٹھا کرتے کرتے اکثر و بیشتر تمناؤں کی سراب آگیں وادی میں ہمیشہ کیلئے کھو جاتی ہیں۔

۳) نمود و نمائش عورت کے مزاج و طبیعت میں داخل ہے۔ مرد نے جب اپنے احمقانہ رویوں اور بد خصلتوں کو اپنے اوپر مسلط کر لیا۔ "سیکس کے فریڈم زون" بنا لئے تو عورت نے بھی لبادہ حیا، تیاگ دیا کہ مرد کی پسند یہی ہے، لہذا وہ پسندیدگی کی زد میں رہنے کیلئے قلو پطرہ والے ہتھکنڈے اور روپ متی والے چلتر اپنانے لگی۔ بدلتے ہوئے ایسے حالات، بدلتے ہوئے ایسے رویوں اور بھٹکتے ہوئے ایسے اعمال کا کوئی فقہ بھی ساتھ نہ دے سکی تو آج کے فسق ماب جمہوری مجتہد نے جدید اجتہاد کی ٹھانی اور ایسی فقہ کا تقاضا کرنا شروع کر دیا جو ان رویوں کے ساتھ ساتھ چل سکے...؟

این چہ بوالعجبی است

بدلتے ہوئے حالات کو عقل و فکر کی ترازو میں تولنے اور ان کا حل تلاشنے والے کج بحث یہ تو سوچ ہی نہیں سکتے کہ بدلے ہوئے حالات میں عقل و فکر بھی بدلے ہوئے ہیں۔ انکی بدلی ہوئی سوچ خواہشوں کے ماتحت بدلی ہے۔ یہی خواہش تھی جو محمد رسول اللہ ﷺ سے پہلے بھی بدلی ہوئی تھیں اور یہی بدلی ہوئی سب خواہشیں اور یہی سب حالات ناپسندیدہ اور مردود ٹھہرا دیئے گئے تھے۔ آج پاکستانیوں کے بدلتے ہوئے حالات اور خواہشات کیونکر پسندیدہ اور محبوب ہو سکتے ہیں کہ اسکے لئے فقہی اور شرعی ظروف بدل دیئے جائیں۔

واہ کیا "ٹھسے دار" مطالبہ ہے۔ کیا اس پر اقبال کا یہ مصرع فٹ نہیں بیٹھتا........ع

خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں

اور اس پر طرہ یہ کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو گورنر مقرر کرتے ہوئے اجتہاد کی جو فہمائش کی تھی اس کی واقعاتی حقیقت کو جانے بوجھے بغیر اور اس پر غور و فکر کئے بغیر اپنے منفی استدلال میں اسے دلیل کے طور پر پیش کرنے والے فسق مآب مجتہدین یہ کہتے ہوئے نہیں تھکتے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا......."جو قرآن و حدیث میں نہ ہوں ایسے مسائل کو تم اپنی عقل سے نمٹانا"....... حدیث کے اس خود ساختہ مفہوم پر اڑے ہوئے ہیں حالانکہ حدیث کے الفاظ "فالم تجد فیہ" کا مفہوم یوں ہے کہ اے معاذ! تو اگر قرآن و حدیث میں نہ پا سکے (یعنی قرآن و حدیث میں تو ہو مگر تو نہ پا سکے) تو پھر قرآن و حدیث سے روشنی پانے والی رائے سے کام لینا!

دوسری مثال جو پاکستانی فسق مآب مجتہدین پیش کرتے ہیں وہ سیدنا عمرؓ کا ایک واقعہ ہے کہ ان کے عہد میں ایک بھوکے نے گندم چوری کی اور وہ پکڑا گیا۔ سیدنا عمر نے اس سے پوچھ گچھ کے بعد "حد" (شرعی سزا) ساقط کر دی لہٰذا اب ہمیں بھی بدلتے ہوئے معاشرے سے شرعی احکام ساقط کر دینے چاہئیں۔ اسے کہتے ہیں ماروں گھٹنا پھوٹے آنکھ" مجتہدین پاکستان کے "قیاس" کی حالت و طاقت گویا یہی ہے۔ ایسے زمانہ ساز مجتہدوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ ....(۱) وہ خیر القرون کا زمانہ ------ اور

۲) خلافت راشدہ کا مہتابی عہد تھا

۳) شریعت نافذ کرنے والا "اشد ھم فی امر اللہ" ....عمرؓ تھا

۴) لوگوں میں شریعت کے احترام کا غلبہ تھا

۵) وہ دارالاسلام تھا، پاکستان نہیں تھا۔

پاکستان دارالفاجرین ہے۔ یہاں جرائم پرورش پاتے ہیں۔ پاکستان پوری دنیا میں برائیوں، قباحتوں، شناعتوں اور بد عنوانیوں کا دوسرا بڑا مرکز ہے۔ یہاں شریعت نافذ ہی نہیں ہے۔ ہمارے ملک میں جو خبیث نظام قائم ہے اسمیں تو شرعی احکام تمام کے تمام ساقط ہیں، کونسا شرعی حکم نافذ ہے جو کسی حکم کے ساقط کرنے کی بحث کیجاتی ہے؟

ہاں ایسی "رخصتوں" کی دعوت دینے یا ان پر گفتگو کرنے کا مطلب ہی یہ ہوگا کہ اس ملک میں حالات و معاشرت کے ماتحت نفاذ شریعت کے نام پر سقوط شریعت ہونا چاہیئے نہ کہ منشاء شریعت کے ماتحت نفاذ شریعت۔ منشاء شریعت یہ ہے کہ حیوانی خواہشات کے غول کو حضور ﷺ کے خواہشوں کی تابعداری میں پابند رکھا جائے۔ لوگوں کو جینے کا نبوی قرینہ سکھایا جائے اور جو سرکش و آوارہ نبوی قرینے کی حدوں کو توڑے، پابندیوں سے منہ موڑے اس پر احکام شریعت نافذ کر دیئے جائیں نہ کہ اسکی بے لگامی کی وجہ جواز ڈھونڈ کر اس سے شرعی حکم ساقط کر دیا جائے۔ پاکستان میں سقوط ڈھاکہ کی طرح سقوط شریعت کے مطالبے اور مباحثے اس ملک کو فکری حرام کاری کا اڈہ بنا دیں گے۔